رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



M.B. Khan Artist Digamain Lucknow

اُردو زبان کی چند علمی ادبی تاریخی کتابیں

مولانا ابوالکلام آزاد
دعوت عمل
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مولانا محمد علی
[illegible]
جذبات جوہر

مولانا ظفر علی خان
نگارستان
[illegible]
اسلام کی برکتیں

مولانا سلیمان ندوی
سیرۃ عائشہ
سیرۃ امام مالک
[illegible]

سید ظہور احمد
[illegible]

ظفر عمر بی اے
[illegible]

مہاتما گاندھی
سوراج
[illegible]

کشن پرشاد کول
[illegible]

رتن ناتھ سرشار
فسانۂ آزاد
[illegible]
پی کہاں
کامنی
[illegible]
سیر کہسار
جام سرشار

جوالا پرشاد برق
[illegible]

منشی پریم چند
[illegible]

حکمت لکھنوی
[illegible]

مرزا عسکری
[illegible]

مرزا محمد بیگ لکھنوی
[illegible]

مرزا غالب مرحوم
[illegible]
[illegible]
دیوان غالب
[illegible]

سر سید احمد مرحوم
[illegible]
[illegible]
اسباب بغاوت ہند

مولانا حالی مرحوم
یادگار غالب
[illegible]
دیوان حالی
مجموعۂ نظم حالی

مولانا نذیر احمد مرحوم
مراۃ العروس
بنات النعش
توبۃ النصوح
ابن الوقت
ایامیٰ
رویائے صادقہ

مولانا محمد حسین آزاد مرحوم
دربار اکبری
آب حیات
سخندان فارس
نیرنگ خیال
[illegible]

مرزا ہادی رسوا
[illegible]

مولانا شبلی مرحوم
سیرۃ النبی
[illegible]
الفاروق
المامون
الغزالی
سیرۃ النعمان
[illegible]
علم الکلام
[illegible]
مقالات شبلی
[illegible]
[illegible]
موازنۂ انیس و دبیر
شعر العجم

مولانا سید محمد [illegible]
[illegible]

جلال مرحوم
[illegible]

خواجہ عشرت لکھنوی
[illegible]

منشی امیر مینائی مرحوم
[illegible]

مرزا داغ دہلوی مرحوم
گلزار داغ
آفتاب داغ
مہتاب داغ
یادگار داغ

شاد لکھنوی مرحوم
[illegible]

منشی سجاد حسین مرحوم
حاجی بغلول
[illegible]

مولانا وحید الدین سلیم
[illegible]

کمال لکھنوی
[illegible]

مسٹر عبد الماجد بی اے
[illegible]
فلسفۂ جذبات
فلسفۂ اجتماع

مولانا عبد الحلیم شرر
[illegible]
فردوس بریں
[illegible]
ملک العزیز ورجنا
حسن انجلینا
منصور موہنا
[illegible]
قیس و لبنیٰ
[illegible]
[illegible]

حکیم محمد علی خاں مرحوم
[illegible]

مولانا عبد الباری آسی
[illegible]

خواجہ حسن نظامی
[illegible]

مولانا راشد الخیری
[illegible]

ڈاکٹر اقبال
[illegible]
جواب شکوہ
[illegible]

مرزا محمد علی بیگ
[illegible]

مولوی اشرف علی
بہشتی زیور کامل
بہشتی گوہر
[illegible]

مولوی نجم الغنی رامپوری
[illegible]

منشی محمد لطیف مرحوم
[illegible]

نواب [illegible]
[illegible]

کلیات و دواوین
کلیات میر تقی میر
کلیات سودا
[illegible]
[illegible]
کلیات ظفر
[illegible]
[illegible]
دیوان حالی
[illegible]
[illegible]
دیوان جلال
[illegible]
دیوان کلیم
[illegible]
دیوان عشق
دیوان جلیل

المشتہر: منیجر جنرل بکڈپو وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ممتاز المطابع پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ باہتمام حکیم ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر طبع ہو کر شائع ہوا۔

جلد ۸ نمبر ۴

مضامین غیر

مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۳ء

رباعیات بسنت

آمد بہار

دانی کہ بسنت باز بر گل آمد — در گلشن باز ہزار بلبل آمد
خاموش چرا نشستہ ای زنیساں — مے بینی شیشہ ہم بہ قلقل آمد

خیالات رندانہ

مے دامن دل کہ بہر بہت باشد — تا زہے گرد دست ہمت باشد
چون بند نقاب دخت رز واکردی — در بزم کشی بہت نجاست باشد

خیالات مستانہ

ہاں در بزم کش ز اغیار مترس — اے خام خیال رند زنہار مترس
قاضی چہ کند رود دل شود گر راضی — اکنوں کہ ترا ست بخت بیدار مترس

خیالات عاقلانہ

ایں موقع خوش اگر دہی باز ز دست — باشی تا حشر زیں خوف پر ست
اے بسنت خیال نیت محکم بند — کار سے کردست اور کہ ہمت بر بست

خیالات ناصحانہ

گر تو بینی دیش را کنی پیش امام — بر تست نماز حریت سنت حرام
با ہم وطناں یکدل و یک رائے بماں — بجا ست اگر دگر بہ ہندی اکرام

خیالات یگانگی

بلبل شو یکدلی بسے شاد کند — مشنو چوزن نفاق فریاد کند
بگذار کہ ایں عجوزہ صد داماد — چوں باد بہر تو دست بر باد کند

کالائے بد بریش خاوند

از دگر نفاق بد داغ ستم حالا — کے می خواہم زکس چنیں بد کالا
باید کہ بماند ایں بریش خاوند — جاے ست برائے او ہمیں کس والا

اتحاد مشرقی

در گلشن تخت ہائے صد برگ بہیں — گل رو در خوں نشستہ با رگ بہیں
غالب گشت ست قوم زرد مشرق — در قافیہ ہند صد رس سنبرگ بہیں

خوابے خیر ہائے خود وغیر

ایں قوم سفید دسیہ و سرخ و زرد — صد برگ دیا سمین کتاں و گل درد
در گلشن ہستی بر فاقت مانند — تا ہر نے نخلہ شوند با ہم ہمدرد

"سیز ہو"

ادیب الزماں، ظریف الملک، اڈیٹر اعصر حضرت مولانا صوفی جی صاحب دام ظلہم ایک لفظ، کریم اللغات میں بھی نہیں ملتا، کچہری، دفتر، میونسپلٹی، پنچ سڑک کی، چوراہا، کوتوالی، نخاس، دوا خانہ، ڈسپنسری سب کو الٹ پلٹ کے دیکھا مگر اس نامشدنی کا کہیں پتہ نہیں لگتا۔ جی چاہتا ہے کہ اس مفرور کی گرفتاری کے لیے مشرق یا مغرب کسی سمت کے اخبار میں اشتہار مع انعام شائع کردوں۔ پس تحقیق کہ اگر مل جائے وہ جستجو اور سراغ سے تو یہ دوں سراغ لگانے والے کو یو۔ پی کے ایک شہر کی میونسپلٹی کا ٹھیکہ، اور ڈسپنسری کی کل خالی بوتلیں اور۔۔۔ کی تمام شیشیاں۔ بے کاگ کے ذرایعے جن میں پینا ابھی نہ ہو۔

یا حضرت یہ لفظ اگر مرکب ہے تو اس کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں:

۱۔ سیر ہو۔ سیر یعنی سیاحت و تفریح "ہو" "ہونے" سے مشتق۔ یہاں تک تو بات ٹھکانے کی ہے۔

۲۔ سیر ہو۔ سیر یعنے آسودہ "ہو" بدستور سابق یہ بھی سہی۔

۳۔ سیر ۱۶ چھٹانک کا مجموعہ چاہے گورکھپوری پبلک کا ہو یا انبری گورنمنٹ کا ہو۔ "ہو" — ایضاً۔ یہ بھی درست۔

۴۔ سیر۔ لہسن کے معنے میں ہے اور "ہو" بشرح ایضاً۔ ماش کی روٹی کھانے والے کو چٹنی بنانے کی ضرورت ہو گی۔

۵۔ سیر۔ زمینداروں کی روٹیوں کا سہارا۔ وہ حق جو کبھی نیلام نہیں ہوتا۔ اس میں اگر "ہو" لگا دیجیے تو کچھ ہو کے رہے۔ چقندر، شلغم، چچینڈے، جوار، باجرہ وغیرہ وغیرہ۔

۶۔ سیز جمع سیرت ہے، اب بتائیے "ہو" کیا ہو۔ ہو ہو ہو ہو! کمیت کا نام آیا تو معنے حل ہو گیا۔

کمیٹڈ کو ٹھیٹھ اردو میں سیال کہتے تھے، سیال کثرت استعمال سے سیار ہو گیا۔ ل اور ر میں اکثر تبدیلی ہو جاتی ہے۔ کملی، کمری، جل، جر، کل، کرو، کالائیاں، کرہیاں۔ وغیرہ وغیرہ ہذا۔ سیاروں کا قاعدہ ہے کہ رات سے مسائل مردار خواری، فلسفہ تصرف مال غیر پر کمیٹ میٹنگ یا کنسرٹ یا کسی خانقاہ میں مجتمع ہو کے کانفرنس کرتے ہیں اور جب مسئلہ مابہ النزاع طے ہو جاتا ہے تو ہیرز ہپ ہپ ہرے۔ ہیر ہیر کی جگہ ہکا ہوا ہکا ہوا کا شور مچاتے ہیں۔ اس ایک ساتھ بولنے کا نام "سیز ہو" ہے جس طرح سیار سے "سیر ہو" ہے اسی قیاس پر گر (گرد کہتے) سے کگر ہو، بندے سے بندر ہو وغیرہ۔ پس تحقیق کہ یہ سیز ہو وہی سیز ہو ہے۔ اور اسی "سیر ہو" کا ایک واقعہ نامہ نگار نے لکھا ہے۔ چنانچہ راوی کہتا ہے کہ ایک رتبہ دن دہاڑے سیاروں نے شہر سے دس بارہ میل کے فاصلے پر ریلوے اسٹیشن کے قریب پنچایت کی، ضلع بھر کے سیاروں کو نیوتا دیا۔ تاریخ معینہ پر سیاروں کا تانتا

بس گیا۔ جھاڑی سے نکلے۔ جھٹ سے باہر آ گئے
[illegible] ٹکڑے سے برآمد ہوئے۔ کوئی موٹا کوئی دُبلا۔
کوئی گول کھایا۔ کوئی لمبا چپٹا۔ کوئی بادُم سادہ۔
کوئی بے دُم بالدار۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا۔ کوئی سنہرا
کوئی بڈھا کوئی جوان کوئی نر کوئی مادہ۔ غرض دُنیا
سیارستان یا شغالستان تھی۔ ساری زمین [illegible]
کی کھال بن گئی۔ اس ہجوم عام کا سبب ایک سنگ
زندگی [illegible] یہ معلوم ہوا کہ سیاروں کو بھی تمدن حال
نے انگلی دکھائی اور [illegible] میں شغال سوسائٹی کی
تحریک سے انھیں ضرورت معلوم ہوا کہ ایک بیٹھک
کھولیں جس میں اپنا سرمایہ [illegible] گوشت، پوست
ہڈی، اور بجری، بچی کھچی فقط جمع کرتے رہیں تاکہ وقت
بے وقت بھوک کی آفت قرض دام سے ٹلے۔ مسئلہ
پہلے ہی سے طے شدہ تھا لیکن سکرٹری شپ سے متعلق
اختلاف رائے تھا آخر ایک رنگے سیار نے تجویز پیش کی
کہ سکرٹری یا منیجر ایسا شخص منتخب ہونا چاہیے جو
گوشت خوار نہ ہو۔ کیا [illegible] کہ [illegible] کتیا بلیسیوں کی ٹکڑا
کی حماقت میں پھنسنے سے سیکڑوں [illegible] خاک میں
مل چکے ہیں۔ آجکل [illegible] کے [illegible] ان
لوگوں [illegible] سے جو [illegible] سے [illegible] ہوں۔

بات بھی [illegible] ہو گیا معلوم
ہوتا تھا کہ [illegible] کی [illegible] کے لیے [illegible] سے بچ آئی
ہے آخر ایک [illegible] سفید سیار [illegible] کی تو
[illegible] ٹینک [illegible] کی خبر
[illegible] رہی ہے [illegible] آگے بڑھا [illegible]
نکالے۔ منہ چھپایا [illegible] آسمان کی طرف
اٹھایا۔ دم [illegible] حضرت [illegible]
کی طرح [illegible] ڈاکٹر [illegible] کے
گھٹنوں کو جنبش دی اور [illegible] لگا۔

(ایہا الاخوان) سیاران ذی کرم [illegible] سیار [illegible]
[illegible] السلام۔ آپ لوگوں کو اس کا
اقرار ہوگا کہ میری عمر آپ سب حضرات سے زیادہ ہے
اور جو لوگ [illegible] اس دعوے کو صحیح [illegible] نہیں کرتے ان کے
واسطے صرف اسقدر ثبوت کافی ہے کہ بندہ نے
اپنی عزیز دم [illegible] ایام کی نذر کر دی۔ میری [illegible]
بالوں کا گھنیرا جنگل ہے اس دعوے کو مزید تقویت
کرتا ہے کہ سیکڑوں [illegible] اس بچہ کے [illegible]
برس گزر گئیں جیسے [illegible] سے گزر جاتے
ہیں۔ میری ناچیز اور حقیر [illegible] کا تنہا [illegible]
کا قبرستان ہے۔ بزرگی کے لحاظ سے اگر میں کہوں
کہ اے میرے بچو اور اے میری بچیوں تو آپ
برا نہ مانیں [illegible] ! ! !
زمانے کے سرد و گرم کا تجربہ بہت دنوں کے بعد
کچھ کھو کے ہوتا ہے۔ میں نے اپنی جوانی کھوئی عمر
کھوئی۔ آہ! اور کر [illegible] دم ایسی گراں بہا اور [illegible]
کی چیز زمانے کی نذر کر دی۔ اس سب کے عوض
میں کیا ملا؟ میں کہوں گا تجربہ! تجربہ!! تجربہ!!!
یارو تجربہ ایسی کار آمد چیز ہے کہ اسکے ملنے پر
ان چیزوں کے جانے کا ذرا غم نہیں۔

میں مختلف صحبتوں میں [illegible] متعدد مقامات کی
سیر کی سیکڑوں مصیبت اٹھائے۔ ہزاروں [illegible]
میں [illegible] کی ہر [illegible] کا تجربہ اٹھایا۔ اس موقع پر
ایک واردات یاد آ گئی ہے جو تم میرے منھ پر
نشان دیکھتے ہو اسکا واقعہ کیا بیان کروں؟
اے میرے بچو اور اے میری بچیو تم میں سے اکثر
یہ واقعات سنتے ہی دم دبا لیں گے اور یہ دم دبانا
قابل اعتراض بھی نہیں ہو سکتا ڈر کے مارے
جان نکل جانے کا خطرہ ہے لہذا خروج روح کا
منفذ بند کر لینا ضروری ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی جوانی کی امنگ میں
ایک سیارنی کے پیچھے دوڑا وہ سیارنی تھی بڑی
[illegible] ایک نواب صاحب کے محل سرا میں
موری کی راہ سے گھس گئی میں بھی سائے کی
طرح اس کے ساتھ تھا وہ [illegible]
دے کے کسی دوسری راہ سے باہر چلی گئی جس سے
میں ناواقف تھا رات کی تاریکی میں خدا جانے
کہاں سے کہاں چلا گیا۔ اتنا یاد ہے کہ یہ ایک
سنڈاس کی موری تھی اور [illegible] اسکی ڈاٹ
قسمت نے مجھ کو ہمیشہ اچھا کھلایا ایسے گنہگار
[illegible] ہمیشہ [illegible] خواہ [illegible] آدمی ہے۔
خدا کسی بھلے مانس کو اس طرح نہ پھنسائے جیسا
پھنسا تھا کہ جھاڑو دے کے [illegible] کی طرح نہ جیسے
[illegible] مجھے مہتری کے پیٹ سے نکال سکتی تھی [illegible]
کی چاٹ۔ دوستو اسے [illegible] عشق کہو یا [illegible] موت
جو اس عیار سیارنی کی گھات میں [illegible]
نہ دیکھتا۔ تھوڑی دیر میں پاؤں کی چاپ سنی
بات یہ تھی کہ بیگم صاحب کی خواص کو ہو گیا تھا [illegible]
بار بار پاخانے کی طرف آتی تھی کچھ جلدی اور کچھ
تاریکی کے باعث اس نا شدنی کا پاؤں میری پیٹھ پر
پڑ گیا، وہ ڈری چیخی اور چیخ کے ساتھ ہی پیٹ کا
تمام سودا نکال پھینکی گویا سامان کی [illegible]
خیر چنداں نقصان نہ تھا مگر [illegible] نزدیک تھی
[illegible] کا [illegible] چند دقیقہ کا کام تھا لیکن
ایک کی چیخ نے دوسری خواص کو جذب کیا وہ روشنی
لے کر آئی تو مجھے جائے استراحت پر پایا اس نے
شور کیا تو چند مسٹنڈے ہاتھوں میں ڈنڈے اور
لوہے کی کوئی چیز لیے ہوئے وارد ہوئے اس میں سے
ایک نے میرا سر [illegible] شرم و حیا و دم [illegible]
[illegible] سے علاج کرنا شروع کیا۔ دم شریف شیخ کی
داڑھی کی طرح ان [illegible] نے [illegible]
تھا، اور قسم کی [illegible] کہتا ہوں کہ میں نے چوں نہیں
کیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے دل لگی دل لگی میں
برچھیوں سے ایسا گدگدایا اور ایسا سہلایا
کہ میں بیہوش ہو گیا اسکے بعد مجھے پھر کچھ خبر نہیں
کہ میرے تن گراں پر کیا گزری؟ ان جلادوں نے

مجھے ہو، مجھ کو بھوڑدو یا وہاں سے حسرت و یاس کے ساتھ منہ پر یہ جنرواغ لے کر آیا میرا قصور کیا تھا؟ کچھ نہ تھا۔ مگر اندھیر نگری اور چوپٹ راج (الف لیلیٰ عربی کتاب) والی کیفیتیں جس میں انسانوں اور حیوانات میں مناظرہ ہوا تھا صورت کہاں تھی؟ جس کے سامنے میں یہ تازہ مظالم پیش کرتا اور دم کا خون بہا حضرت انسان سے مانگتا۔ خدا بھلا کرے وایک مسٹر مہومان کا جن کے زیر سایہ امان کی صورت دیکھی اور آج تک آرام کی زندگی بسر کرتا ہوں، نہ کتوں کا خوف ہے نہ انسان کا ڈر۔ جدھر جا نکلے، جس کھیت میں چاہا گھس پڑے، مسٹر مہومان کی ریاست کوئی آنکھ بھی نہیں دکھا سکتا۔ وہ سیارانی سٹسری اب تک غائب ہے معلوم نہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ خیر ایک سیارانی وسہی۔ یہ کیا کم ہے کہ مسٹر مہومان جب کبھی کسی بنیے کی دوکان پر ہمارا کا ڈیرے ہیں تو وہاں ناچیز کو بھول نہیں جاتے۔ چنے جیسے سے لڈو اکثر یاروں کے ناشتہ میں آگئے ہیں۔ اللہ کا دیا دال خزانہ سب کچھ موجود، میرے بچا نچو! اور دوسرا پیر بچو! اے پیو!! دل میں شک اور شبہ کو جگہ نہ دو۔

مجھ بابیاں دیدہ بلت روم ورفتہ۔ تجربہ کار کی بات مانو اور خدا کا نام لے کر ہمارے درخت نشین کرم فرما مسٹر مہومان کو اپنے بینک کی کنجی سپرد کر دو۔ تقریر ختم ہوئی اور سیاروں کو جین نہیں چہ میگوئیاں آنے لگیں گویا کہ بات معقول ہے۔ مسٹر مہومان کو بینک اور سرمایہ بینک جو کچھ حوالہ کر دیا گیا، اپنی قفل لگا کے اچھی طرح کنجی مسٹر کے جیب میں ڈال دی تھی کہ مسافروں سے کچھ بچی ہوئی خریدا گئی۔ مسٹر مہومان اچک کے ایک درخت پر جا بیٹھے اور سیاراں روزانہ منہ میں ڈالی چباڈوکے تنکوں یا کسی شوخ بچہ کی پڑھی ہوئی کتاب کے اوراق کی طرح تتر بتر ہو گئے۔ یا جامع المتفرقین۔ ایک دو تین ؛

ماتم رسی انگریز چڑیا کوئی

اور آئندہ پھر

ریویو

کثرت سے جنتریاں آئی ہیں تصویردار بھی اور بغیر تصویر بھی کچھ احباب بلا اجازت لے گئے کچھ باقی ہیں۔ یہ سال جنتریوں کے حق میں کچھ اچھا ہے۔ لیاقت اور محنت دونوں کا صرف خوبی کے ساتھ ہوا ہے۔

چھپائی لکھائی کاغذ ہر اعتبار سے خوب ہیں۔ ایچ ڈبلیو کاسل اینڈ کمپنی۔ ۸۲ مسول اسٹریٹ لندن۔ ای سی آئی آپ غالباً کلنڈر تیار کرنے کے ماہر کامل ہیں۔ رائی کے برابر جنتری سے لے کے دیوار کی اونچائی کے برابر جنتری بنا سکتے ہیں۔ ایک دو ہزار تو کوئی نیت بتائے۔ سیکڑوں نمونے آئے بھیجے ہیں

طبی جنتری۔ علمی مضامین کے اعتبار سے بہت خوب لکھائی چھپائی کاغذ میں کسی جنتری سے پیچھے نہیں۔ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ۔ دواخانہ معدن الادویہ سے مل سکتی ہے قیمت ۴ ر

کمالی جنتری۔ سنہ ۔ محمد فخر الحسن پبلشر اینڈ ڈپو نمبر ۔ نواب بدرالدین اسٹریٹ کلکتہ کی مرتب کی ہوئی ہے مشہور زمانہ مسلم لیڈروں کی تصویریں ہیں تیار شدہ شناسوں کی دستخط کے لائق۔ سرنامہ کے مقدمین کی تصویریں بھی ہیں۔ تصویریں سب فوٹو پلیٹ سے لی گئی ہیں مختصر حالات بھی لکھے ہیں بہت دلچسپ ہے۔ عربی جلد قیمت ہے۔

اسلامی جنتری بابت ۱۳۳۲ھ شیخ عنایت اللہ کرشٹ مولوی دروازہ لاہور نے نفنسل الٰہی مرتب فرمائی ہے مختصر تصویریں مشاہیر روزگار کی آپ نے بھی زینت جنتری کی غرض سے بنائی ہیں بعض مختصر اور دلچسپ مفید اسلام مضامین بھی ہیں حیدرآباد دکن کا عمدہ نقشہ بھی ہے سنٹرل ایشیا کا نقشہ بھی۔ مہاراجہ دکن کی قلمی تصویر کے علاوہ باقی ہر طرح اچھی اور اچھی ہر حیثیت اسکی ہی ہے۔

ایک رپورٹ شیعہ یتیم خانہ لکھنؤ کی بھی بغرض اظہار رائے موصول ہوئی ہے۔ آپ وتاب اور کیسے ہیں ان تمام جنتریوں سے بڑھ چڑھ کر ہے یتیموں کی تصویریں بھی ہیں۔ مشتاق کی بھی۔ عمارت موجودہ کا نقشہ بھی۔ عمارت آئندہ کا بھی۔ سب سے پہ مولانا ماصفی کی ایک

پر تاثیر نظم ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ تعمیر کے لیے اسی نوے ہزار روپیہ کا سوال ہے۔ عالی حوصلوں کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہونٹوں کی دھوتوں کا

اس سے بہت زیادہ مدت ہو جاتا ہے مگر جھوں کی دلچسپ نہیں تو اس پر توجہ کی زحمت کیے۔ بہر حال رپورٹ کی خوبی دیکھیے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمارے دوست منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف مستقیم بخاری فرماتے ہیں ؎

تھوڑا سا کار خیر میں بھی وقت صرف ہو
زحمت سہی ملاحظہ ایک ایک حرف ہو
گر قوم نے فراخ دلی سے مدد نہ کی
دنیا میں کیسے گی جو تنگ ظرف ہو

زمین کی غلط پڑ سنی ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

جو منی کہتا ہے کہ مدہر پر تعجب کرنے سے دو کروڑ سیلنگ روپنجی کوڑی بھی دینے پر آمادہ نہیں ہے۔ مگر فرانس خدا جانے کس زعم باطل میں ہے۔ بھلا اس نامراد جنگ نے کسی یورپین طاقت کو باستثنائے برطانیہ بھی فائدہ پہنچایا ہے۔ سود مند اور فاتحانہ فوائد کے خیال کو باطل دل ہی سے دور رکھنا چاہیے۔ اگر لڑائی میں ایک فریق آدھ موا ہو گیا اور دوسرے کی یکسر کمر جاتی رہی جیسے آدمی دنیا ویران ہو گئی یا ایک ہاتھ ایک پاؤں کٹ گیا تو میاں کانے منڈے لنگڑے بھی باوجود فاتح ہونے کے تکلیف وبدا سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ فتح جاپان اور امریکہ کی قسمت میں لکھا تھا۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔ جیتا سو ہارا۔ ہارا سو مرا کیسی کے حق میں پانی چھڑکا جائے اور کوئی آنکھ پر جلوا باندھ پھرے۔ بات ایک ہی ہے۔

حکایت

ایک سو دھوبی نے کتا اور گدھا پالا تھا۔ مثل مشہور ہے دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ رات کو چور آئے۔ کتے صاحب دم دبا کے چپ ہو رہے گدھے صاحب نے عرض کیا۔ کتے نے جواب دیا کہ میاں فاقہ کرتے کرتے بھونکنے کی طاقت نہیں رہی تم کو اگر خیر خواہی کا ماننا ہے تو میری طرف سے آج پاسبانی کی

خدمت تم ہی ادا کرو۔ میاں گدھے صاحب مارے خیر خواہی کے مالک کے کان میں سیپوں سیپوں کی خوش گلو رتان پینے لگے۔ دھوبی کو جو غصہ آیا تو لے لٹھ اٹھ پڑا اور ایسی گنڈی کی کہ مرنے کی قریب ہی جنت آ گیا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ پٹھان صاحب کو بھی کسی گدھے نے کاٹا ہے۔ دھوبی سے بس نہیں چلا ان کے کانوں کی خبر منانی چاہیے۔

ایک جبروتی نامہ نگار مطلع کرتے ہیں کہ ہمارے نام کا اودھ پنچ برابر غائب ہو جاتا تھا۔ اور ہم کارکنان پرچہ کو سخت و سست کہہ کے دل ٹھنڈا کر لیتے تھے مگر معلوم ہوا کہ یہاں ایک ترقی بد اخلاق ...... ماسٹر ہے جو دست درازی کر جاتا اور کل اخبار غائب کر لیتا ہے اگر ثبوت واقعی مل جائے تو ہم نچارہ جوتی کے لیے موجود ہیں۔

ترکی خبروں پر لاسین کانفرنس کا آئیل ڈھنگا ہوا ہے۔ غالباً جرمنی و فرانس کی جنگ اور یونان کی گردن جکیاں کانفرنس میں کھٹ ڈال دیں گی اور وہی معاملہ ہو گا وہ تھا ذبح کی دم ڈھا کنبے کا کنبہ بھونڈا۔

سنتے ہیں کہ خزانہ سرکار سے جو تنخواہ آنریبل سٹر چنتا منی کو ملتی تھی بمقتضائے ہمدردی آپ نے اسے تخفیف کر دی اور چنتا کرکے حکم ہوئی کے وسیلے اور ماہانہ دو وقت کے تقریباً ایک چوتھائی حصہ منی (MONEY) سے استعفا دے بیٹھے اگر خزانہ بند پر آپ کو رحم آیا تو کچھ لینا چاہیے کہ خزانہ کی حالت واقعی قابل رحم و افسوس ہے۔ سال گزشتہ تخفیف کے مسئلہ پر آپ متوجہ نہ تھے مگر اب کی جیسا دیس ویسا بھیس صوبہ کی حکومت نے چولا بدلا ہے تو حکومت کے نوا حق کیوں خاموش رہتے۔ امید ہے کہ اچھا ساتھ رفاق مجازی اچھے اس مرزوق کی شان میں۔

اہل ایک نغز قصیدہ لکھے تو محمد علی دیا آباد ہندوستان کے کاندھے پر اس احسان عظیم کا بوجھ لادتا رہے گا۔

سنتے ہیں کہ سرحد کے متعلق صرف دو سال میں سب ملا کے ۱۸ کروڑ ۲۲ لاکھ ۹ ہزار سات سو ۴۷ روپیہ خرچ ہوئے۔ موسیم بہار نزدیک ہے امید نہار بر دار کے چکنے چکنے پات "اب کی سہ دیو کو غالباً اس سے زیادہ خوراک درکار ہو گی کیا سنئے کہ باوجود شنت سپاہ دشمن جہاں کی آمد برابر آتی رہی۔ ہماری سرحد بھی نہایت مبارک سرحد ہے کبھی ہندوستان کو چین نہ لینے دیا۔ نہ مارنے دیکھا کے سونچوں پر تاؤ دینا ہماری حکومت ہی کا کام ہے۔ کوئی دو سرا ادنیٰ قوت انتظامی ہوتا تو حلوہ پھر پانی بہت تھا۔

کیمیا گروں کا تاؤ اور یورپ کی سیاسی کانفرنس میں حیثیت ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہاں ایک دھات دوسرے کو کشتہ کرکے اپنا رنگ چڑھانے کی کوشش کرتی ہے اور یہاں ایک قوم دوسری قوم کو کشتہ بنا کے ٹھگنا چاہتی ہے۔ جب سے لاسین کانفرنس کی گھریا انگیٹھی پر چڑھی اسوقت سے سیکڑوں پیچ کھا چکی ہے۔ اتار چڑھاؤ اس اتار چڑھاؤ میں مہینوں گزر گئے اب سنتے ہیں کہ ۲۹ جنوری تک پارٹی بادل کی امید ہے۔ دیکھیے اب کی اس کھوٹے سونے کی جنگ کیسی رہتی ہے۔

مسٹر داس دنیاوی علائق سے رستیاں توڑ چکے ہیں۔ ایک گھر رہ گیا تھا اسکو بھی نیلام پر چڑھوا دیا ہے۔ واقعی حکومت کے انتظام سے بچنے کی یہی تدبیر ہے "کچھ ڈال مال دشمن کو کوڑی نہ رکھ کفن کو" ہر سیٹے ضمانت طلبی بھی مکان اور املاک کی قرقی نے غالباً یہ سبق پڑھایا ہے۔

بگاڑ دیں گو ہونے نے جو تا میں تو کیا ہوتا



"ایمان گیر کیک"

پنچ: یار ماموں سام یہ گنجلک ٹھیک نہیں۔ سے کہہ چلو تم کس کے شریک ہو؟"

امریکہ: ہاں اس کیک کو دیکھو اور اس پر شکر کی صلیب کو دیکھو۔ بس یہی جواب ہے"

چھیڑ

بسلسلہ نمبر ۳۔ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۳ء

آہ! ساتھ بلبل پیانو پر سطح انگلیاں دوڑ رہی ہے کہ میرا دل ٹیکی کا ٹکڑا ہوا جاتا ہے۔ نور کا گلا ہے جلا پیانو کی کیا مجال جو میری بلبل کے گلے کا مقابلہ کر سکے۔ مست ہو ابر آ گیا۔ کیوں نہ ہوا عالم کا خشام ان کے سریلے گلے کا جاں فزاں ہے ؂

بر فشاں ست و چمن سبزو ہوا ریحانی
دل باغ باغ ہے۔ شرم کی تو یہ خستہ بسکٹ کی طرح ٹوٹنے والی ہے ؂

نخل شکست تو بہ میں قصد تھا اہتمام کا
اٹھنے لگی گھٹا کریں چلنے لگی ہوا کریں

چھیڑ کا کو بھی ہوا۔ جادو بھی ہو گئی۔ اب انتظار ہے غسل منہ۔ مگر ہمت! ہائے ہمت کی پستی! اکھڑا ہوا بھیگ رہا ہوں اور ہمت ہوتی نہیں ہوتی کہ تپ بھی سر میں سُر ملاؤں۔ بلبل رانی کو شاید کمرہ کی کی ہوا پڑی ہو گی۔ آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ آخر ڈرتے ڈرتے گھنٹی بجائی۔ احسان منعدار ہوئی اور چندہ نے گھنیں لگے ہوئے الفاظ کو سہلا سہلا کے یوں نکالا۔

دیکھیا ...... وہ .... ہیا

جان۔ اگر آپ کا مطلب سکوت سے ہے تو وہ نہیں بیٹھا ہو گل گئے ہیں۔ آتیہ بلبل ہے اور اس وقت ملک ملک سے گا رہی ہے اور دو پار کر ستہ تیار ہی ہے۔ تعریف کرنے والے اور دل بڑھانے والے کی کمی ہے۔ اگر آپ وصلہ کیجیے تو ......

اس نے میری قمیض ہاتھ میں اٹھائی۔ کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ بجلی بجلی آنکھیں جو شرمیلی تھیں نگاہ کر جھکائیں۔ ہو شرم نے ڈھکیں کے ایک کرسی پر گرا دیا۔ سلام پیام کی نوبت کے تھی۔ چند منٹ چپ کا کے عالم میں گزرے جب کسی قدر سکون ہوا تب معلوم ہوا کہ میں بلبل سے تین فیٹ کے فاصلے پر بیٹھا ہوں۔ عجب عالم ہے۔ تختہ اور بہشت کے دروازے پر ہوں مگر بجائے مسرت کے شرم کے پھندے میں گرفتار ہے۔ بلبل دلوں میں گلاب کا پھول ہے۔ یا جنگل بن میں شفق پھولی ہے۔ نہیں نہیں جیسی ہونٹ لٹکائے بیٹھا ہے سامنے قد آدم آئینہ لگا ہے تختہ آئینہ تختہ گلشن بنا ہے لبوں پر تبسم ہے یا گلاب کی کلی کِھل کے رہ گئی ہے۔ نگاہیں مجھ سے ساز باز کی طالب ہیں۔ میں حیران ہوں کہ کیا کروں کیا نہ کہوں آپ ہی بتائیے کوئی نئی بات ہو تو کہوں۔ آخر موسم کی دبیبی حالت سے ابتدا کر ہی دی۔

میں۔ "ترشح ہو رہا ہے"

وہ۔ "ہاں! آپ بھی چھینٹوں کی نذر میں آ گئے ہیں"

میں۔ "جی ہاں"

وہ۔ "یہی کہاں۔ وہ تو عرق انفعال میں ٹپ ٹپا رہا ہے"

میں۔ "دھنس کے نہیں تو اس میں تو نہیں بیٹھا"

وہ۔ "خیر بجلی کی چمک برش اڑائے گئی ہو گی"

میں۔ "...... شاید ...... درشن ...... شرخ بجلی تڑپتی۔ دیکھیے کب برس کے کھلتا ہے"

وہ۔ "اب کیا کھلے گا۔ رات یوں ہی بیٹھے کٹے گی۔ مجھ کو برسات میں تنہائی بہت شاق گزرتی ہے۔ یہی چاہتا ہے کوئی پاس بیٹھا رہے"

میں نے ایک فٹ کرسی کھسکائی کہ تنہائی زیادہ محسوس نہ ہو۔ اتنے میں بجلی کڑکی دھماکا ہوا وہ ڈری اور کرسی بالکل قریب لے آئی۔

بلبل۔ "ہائے اللہ مجھے ڈر لگتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کسی چمٹ جاؤں"

چمٹ جانے کی خواہش معلوم ہوئی مگر کچھ دل پر بوجھ سا محسوس ہوا۔

میں۔ "...... ہاں ...... تو پھر ...... شاید ...... مناسب ابھی ...... ممکن تو ہے ...... غالباً ...... چنانچہ ...... مجھ ...... بالکل ...... نزدیکی ...... یقیناً ...... لہٰذا ...... کیا ...... ہی ...... البتہ ......"

ہائے کیا کروں جملہ ختم نہیں ہو سکتا۔

بلبل۔ "کیا فرمایا مسٹر ظفر؟"

میں۔ "یہی کہ ...... میں خیال کرتا ہوں ...... ممکن ...... ہو سکتا ہے ...... ہم ...... تنہا ...... خرم ...... آہ ...... تھوڑا سا پانی منگوا دیجیے"

بلبل نے گھنٹی بجائی۔ جان حاضر ہوئی۔ برف کا پانی منگوایا گیا۔ مگر آہ کی وہ پیاز کے پاس جو بیچ میں تھا اس خواہ مخواہ انفعال پر مسرت سے بیٹھا رہا۔ اس سے یہ دوسرا موقع بھی ضائع ہوا۔

پانی آیا۔ پیا۔ تسکین ہوئی۔ دل ٹھہرا۔ تحفہ دکھلانے یاد آیا۔ بنڈل جیب سے نکالا۔ آنکھیں نیچی کیں دل کڑا کر کے بولا۔

"پیاری تمہارا گلوبند نارنگی کے فرحت میں ڈوب گیا تھا۔ یہ گلوبند حاضر ہے۔ اگر یہ رنگ ناپسند ہو تو میں حسب فرمائش دوسرا بدل سکتا ہوں"

اس نے فی الحال مسرت کے ساتھ بنڈل ناز کی ہاتھ میں سنبھالا ڈورا کھولا کاغذ جدا کیا۔ سیاہ کم قیمت جرابوں کا جوڑا ہاتھ پر لٹک گیا۔ میرے چہرے پر ہوائیاں کے تیر گردے۔ آواز بلند کہا۔ "واہ کیا عمدہ گلوبند ہے۔ گلوبند کا گلوبند۔ موزے کا موزا۔ گلے میں بھی لٹکائیے۔ پاؤں میں بھی پہنیے۔ مسٹر ظفر آپ بھی بڑے صناع ہیں۔ گردن اور پاؤں ایک ہی قسم کے دو عضو ہیں۔ واہ! ایسے موجد تھا جو شکل سے اب پیدا ہونے لگے"

شکر ہے کہ اس وقت میری زبان سے کچھ کلمات نکل سکے میں نے چلا کے کہا۔ "خدا کے لیے معاف کرو۔ مجھ سے قصور ہوا۔ یہ جرابیں مسز جونس کی ہیں۔ بنڈل بدل گیا تمہارا تحفہ یہ ہے ...... لو ......"

میں نے دوبارہ کی مرتبہ بیک بنڈل پر ہاتھ نہیں ڈالا شاید اسے خیال ہو گا کہ اس مرتبہ جیب سے میں کوئی ہوا نکال کے اسے دھوکا دینے والا ہوں۔ اس نے ہنسی روکے کہا۔ "مسٹر ظفر۔ خدا جانے آپ انسانی جامہ میں کون سے جانور ہیں۔ بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے سکا ......"

اب سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ میں مداری کی طرح گلوبند کا سانپ تھیلی سے نکال کے خود ہی زمین پر ڈال دوں۔ میں نے جیب سے مکھی صرف اسقدر کہہ سکا۔ "معاف ...... میری جان کی قسم ...... یہ ہے ...... یہ ہے ...... تحفہ ہے ...... بے نظیر تحفہ ہے۔"

بارے قصور معاف ہو گیا۔ انگلیوں کی مدد سے

کپڑے کی جانچ بھی ہو گئی۔ اس نے کہا: "خیر خاطر ہے تمہاری۔ ورنہ میں کبھی قبول نہ کرتی۔"

جنگ کے بعد صلح ہوئی کسی قدر وحشت کا غبار بھی دل پر سے ہٹا۔ ایک گھنٹے ادھر ادھر کی حکایات و لطائف میں وقت صرف ہوا۔ مطلع صاف تھا۔ چلنے کی ٹھہرائی۔ جیب میں ہاتھ ڈال کے ٹوپی اوڑھ ہی رہا تھا کہ ہاتھ میں ایک پڑیا چلی آئی۔ بل نے کہا کہ آپ کی ٹوپی دوسرے کمرے میں ہے مگر یہ تو بتائیے کیا آپ کو تمباکو پینے کا بھی شوق ہے۔ میں نے جواب دیا شد کی قسم تمباکو بڑے پرکشش کا ہے۔ میں تمباکو نہیں پیتا سونگھ ضرور لیتا ہوں۔ میں تنہائی تھی میں نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اس سے اپنا منہ سنگھانا چاہا مگر کسی طرح ہمت نہ پڑی کہ اپنا منہ اسکے ناک سے متصل کرتا۔ دفعتہً ایک بھاری آواز نے اس خلا کے طلسم کو توڑ دیا۔ میرے اوسان جاتے رہے۔"

"خیر بابا اگر تم نے ... لڑکی کو پیار کیا تو یہ بندوق ہے اور تمہارا سر!"

لاحول ولا قوۃ اس ظالم نے عین کر ڈالی میں [illegible] ما بھلا بتائیے تو سہی اس میں میری کیا خطا ہے۔ میں تو لاکھ لاکھ شرم سے جھٹکا [illegible] کی مشق کرتا ہوں مگر لوگ نہیں چاہتے کہ میں جو افرد کہلاؤں۔ یاد دا اگر ایک بوسے کے عوض تم کو جان دینی پڑے تو کیا تم ہنسی خوشی جان سے ہاتھ اٹھا دو گے؟ بوسہ کاہے کو پیام اجل تھا صد مرگ ہے۔ میں نے ٹوپی ہاتھ میں اٹھائی گھبرا کے گھر چھوڑ کے چلا کے کہا۔ "شکریہ معلوم ہوتا ہے بندوق کا گھوڑا چڑھا ہوا ہے۔"

جواب ملا "پیشت۔ ذرا وہ گھوڑا دبے تو دوسرا ان پر کر دوں گا۔" اے میرے اللہ درگزر۔ بل کا باوا بڑا سفاک بڑھا ہے۔

تیسرا باب

"ٹی پارٹی"

جو بات نہ آتی ہو اسکی مشق کرنی چاہیے۔ ہر ایک واقفیت بغیر مہارت بیکار ہے۔ جب کوئی بڑا جلوس نکلنے والا ہو تو پہلے سے اسکو آراستہ کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ تھیٹر والے شب کو جو تماشا کھیلنا چاہتے ہیں دن کو اسکی "ریہرسل" کر لیتے ہیں۔ پس میرے لیے مناسب ہے کہ آداب مجلس کی مشق کسی جلسہ میں شریک ہونے سے پیشتر کروں تاکہ وقت پڑے تو بری سہی لیکن رسم ادا ہو جائے۔ یہ خیالات مجھے جب میں دوسرے روز مسز جونس کے گھر دوڑے گی جوڑی دینے گیا۔ اس عورت نے چلتے وقت کھڑکی سے کچھوے کی طرح گردن نکال کے کہا۔

"ضرور آنا بھولنا مت۔ عورت اور مردوں کا ایک جلسہ اسی گھر پر ہوگا چائے کی دعوت ہوگی قصبہ کی حسین لڑکیاں بھی بلائی گئی ہیں۔ تم نہ ہوئے تو محفل سونی ہو جائے گی دیکھو تمہیں پیار کی قسم آنا نہیں ورنہ مجھے ملال ہوگا۔"

لعنت ہے اس ٹی پارٹی پر۔ ہر ایک ٹی پارٹی نے مجھے دق کیا ہو جاتی ہے۔ ایسی محفلوں میں شریک ہونے سے جنگل میں بھیڑ بکری کے پیر چرانا بہت اچھا ہے جہاں دھوپ کے مارے سر کا پسینہ ایڑی سے بہے۔

ایک دن گزرا دوسرا دن آیا۔ میں ٹی پارٹی میں شریک ہونے کے لیے اپنے اطوار کو سبق دے رہا ہوں۔ بیبیوں سے مصافحہ کرتے میں گرمجوشی کا اظہار کرنا۔ یوں مٹے کی مینڈکی جھکا کا یوں کسی لیڈی کو دیکھ کے ٹوپی اتارنے کا اشارہ کرنا یوں شکریہ ادا کرنا یوں شب بخیر یا صبح بخیر کہنا۔ یوں اکڑ کے بیٹھنا یوں مونچھوں پر تاؤ دینا اگر کوئی شخص بسکٹوں کی پلیٹ آگے بڑھائے تو بشاشت و خوش طبعی کے ساتھ یوں شکریہ ادا کرنا۔ دیکھو چہرے پر شکن نہ ہو تیور پر بل نہ ہو مسکرانے میں لب نہ آئے۔ ہنسنے میں خرخر نہ پڑے اور شرم! دیکھو سنبھل کر پارٹی کے روز تو نے مجھے عاجز کیا تو خدا جانتا ہے بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ جب دیکھو تب یہ اگلا وہاں باقی ہے یہ بالکل صحیح خیال ہو کہ جب انسان افریقہ کے جنگل میں نہیں بلکہ ایک مہذب شائستہ اور متمدن جگہ پیدا ہوا ہے تو اسے محفلوں میں شریک ہونے میں مضائقہ نہیں۔ اچھا تو میں جاؤں گا۔ اور دیکھنا کس بانکپن سے اس پارٹی کا لطف دوبالا کرتا ہوں۔ آخر مجھ میں کس بات کی کمی ہے جوان ہوں خوشرو ہوں۔ مالدار ہوں تعلیم یافتہ ہوں۔ یہ سب خوبیاں حسینوں کا دل لبھانے کے لیے کافی ہیں۔ تصور تا دفت جس وقت اپنی جانب محفل میں زینت افزا ہو گئے اس وقت بہت کی نگاہیں مجھ پر ایک کی وقعت ہو جائے گی۔ یہ وہ پہلے گرامر کرنے میں مصروف تھا کہ ایک بڑھیا اپنا بسکٹ لیے آئی میں نے بجائے شکر کے اسے بسکٹوں پر ماسٹر کیسا دکھا چھڑک دیا۔ کیا آن؟ دل ایک ہی ہے ایک وقت میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے۔ بڑے میاں مزا نہیں جانتیں مگر مزا جانتی ہو تمیں تو تاب اپنے وجود عالم کی شگفتگی ہو اور سب نہ نکلیں۔ وہاں نے یہ حرکت دیکھ لی۔ وہیں سے بولا کمبخت کیا کرتا ہے۔ یہ شکر نہیں ہے خبردار بسکٹ فوراً کو نہ دینا۔ سچ ہے فکر تو تھی۔ بڑھیا چلی گئی۔ وہاں نے اپنے دل کا بخار نکالنا شروع کیا کہا کمبخت کیسی بے تمیز ہے اگر مسٹر کیسنا لے ہوتے بسکٹ میرے قبضہ میں ہوتے تو تمہیں دیکھے کر قصہ پاک تھا۔ انھوں نے فرمایا ڈوب مر کمبخت! چلو بھر پانی میں ڈوب مر آج تو نے سارے گھر کو بھنسوایا ہوتا وہ تو کہیے خیریت گزری کہ میری نگاہ پڑ گئی ورنہ واقعی دوکان پر لگ کے چل جاتے۔ ہاں ہاں تم مرے کسی گدھے والے کے یہاں انڈیں ڈھونے کی نوکری کر۔ تو سوداگری کیا خاک کرے گا؟

ابا جان خفا ہوتے ہیں مشغولیت اور فکر میں ہر دوسرا دستی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ مگر میں نے تشنہ کہیں ہاتھ ڈالنے کو یہ گرد سکو نے کی درست میں تنہا نہ کریں۔ بدو اس پر پیر شرمندگی ایسی بھول چوک اب کبھی نہ ہوگی۔ وارثے بوخفتہ دیا ہے مجھے کل کے جلسے کی فکر کھائے لیتی ہے کبھی پینچ کرتے ہیں جھوم جھوم کے چلتا تھا کبھی دو انگلیوں سے ٹوپی تھام کے فرضی سلام کا جنبش دیتا تھا کبھی عالم تصور میں دیکھتا تھا کہ محفل جوانی بھرے حسینان جہاں کا بیاسا منے ہے میں بھوشا، مطلا تانہ د تا آگے بڑھتا ہوں اور کہتا ہوں۔ مسز جونس میری تسلیم۔ بیگمصاحبات میرا مجرا۔ امید ہے کہ یہ محفل خدمت کل بہر حال خوشگوار اور مفرح ہوگی۔ (باقی آئندہ)

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند تیر بہدف ادویہ

حلوائے مغز کنجشک

[illegible]

قیمت فی بکس ۲۰ خوراک ۔۔

ماء اللحم عنبری دو آتشہ خاص الخاص

[illegible]

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت میں بے نظیر ہے [illegible]

[illegible]

بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

فی شیشی ۔۔

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے ۔ منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ۔ فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

نرخنامہ اشتہارات اخبار اودھ پنچ لکھنؤ (پیشگی)

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متذکرہ بالا نرخنامہ [illegible] نہیں ہے [illegible] اتفاقی اشتہارات کے لیے [illegible] فی سطر [illegible] کالم کے سرکاری اشتہار کے لیے [illegible] فی اشاعت ۔ منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible] المطابع پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں باہتمام حکیم [illegible] حسین مالک و ایڈیٹر طبع ہو کر شائع ہوا۔